



سوال

(213) اجتہاد و افتاء

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا اسلامی احکام کے بارے میں اجتہاد کا دروازہ ہر انسان کے لئے کھلا ہے یا مجتہد کے لئے کچھ شرائط ضروری ہیں؟ کیا واضح دلیل کی معرفت کے بغیر محض اپنی رائے سے فتویٰ دینا ہر انسان کے لئے جائز ہے؟ اور اس حدیث کا کیا درجہ ہے جس کے الفاظ مضموم یہ ہے کہ:

اجروم علی الفتیاء اجروم علی التار (سنن داری)

تم میں سے جو فتویٰ کے بارے میں زیادہ جرات سے کام لیتا ہے وہ جہنم کی آگ کے بارے میں بھی زیادہ دلیر ہے؟"

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

احکام شریعت کی معرفت کے بارے میں اجتہاد کا دروازہ ہر اس شخص کے لئے کھلا ہے جو اس کا اہل ہو یا میں طور کہ جس مسئلہ میں وہ اجتہاد کر رہا ہو اس کے بارے میں اسے آیات احادیث کا علم ہو ان کے فہم اور ان کے مطلوبہ استدلال کی اسے قدرت حاصل ہو جتنا حدیث سے استدلال کر رہا ہو صحت و ضعف کے اعتبار سے ان کے درجے کا علم ہو زیر بحث مسائل میں اجماع کے مقامات کا علم ہوتا کہ وہ مسلمانوں کے اجماع کے خلاف موقف اختیار نہ کر سکے عربی زبان کی بھی اتنی پہچان ضرور ہو جس سے اس کے لئے نصوص کے مضموم کا سمجھنا ممکن ہوتا کہ وہ استدلال اور استنباط کر سکے کسی بھی انسان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ دین کے بارے میں اپنی رائے سے کوئی بات کرے یا لوگوں کو علم کے بغیر فتویٰ دے بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ شرعی دلیل سے راہنمائی حاصل کرے پھر اہل علم کے اقوال سے استفادہ کرے اور دیکھے کہ ان کے سامنے کون سے دلائل ہیں اور ان کے استنباط و استدلال کا کیا طریقہ ہے پھر جس پر اسے قناعت حاصل ہو جائے وہ جیسے وہ بطور دین کے اپنے لئے پسند کر لے اس کے مطابق گفتگو بھی کر سکتا ہے اور فتویٰ بھی دے سکتا ہے:

اجروم علی الفتیاء اجروم علی التار (سنن داری)

کو حافظ عبد اللہ بن عبد الرحمن داری نے اپنی سنن میں عبید اللہ بن ابی جعفر مصری سے مرسل روایت کیا ہے

بدامہ عینی واللہ اعلم بالصواب



فتاویٰ اسلامیہ

ج 1 ص 38